اسلام میں نبوت کا تصور .... قسط اول

مولانا محمد منشا کاشف فیصل آباد

الحمد لله الذی هدانا لهذا و ما کنا لنهتدی لو لا ان هدانا الله لقد جاءت رسل ربنا بالحق صلوت الله تعالی علیهم و علی کل من اتبعهم باحسان الی یوم الدین اما بعد فاعوذ بالله من الشیطان الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم' قال الله تعالی قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی

(حم سجدہ پ: ۲۴ الکہف پ: ۱٦)

ترجمہ: کہہ دو کہ میں تمہاری طرح ہی ایک بشر ہوں (فرق صرف یہ ہے) کہ مجھ پر وحی کی جاتی ہے۔

تشریح: دنیا کو وجود میں لانے کے بعد اس کی ہدایت ضروری تھی اس کے لئے خدا نے اپنے پاکیزہ اور مقبول بندے بھیجے' ان سچے اور اچھے لوگوں کو پیغمبر' نبی یا رسول کہتے ہیں۔ خدا ان کو تعلیم دیتا ہے اور یہ خدا کی تعلیم دوسرے انسانوں تک پہنچاتے تھے۔ آج دنیا میں سچائی اور نیکی کی جو بھی شعاعیں پائی جاتی ہیں وہ ان ہی انبیاء کی عطا کی ہوئی ہیں۔ خدا کی عظمت کا احساس' اچھے برے کی تمیز' عدل و انصاف کی قدر حتیٰ کہ آزاد خیال بے دین اور ملحد لوگوں کی نیکوکاری بھی بلاواسطہ یا بالواسطہ ان ہی کی برکتوں کا پرتو ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ اسے محسوس نہ کیا جائے یا اس کا اعتراف نہ کیا جائے۔ تمام انبیاء اپنے دور کے بہترین انسان تھے۔ خدا ان سے راضی تھا اور وہ خدا سے راضی تھے اور اگرچہ بشریت میں وہ عام انسانوں کی طرح تھے مگر باطن اور معنویت میں بہت بلند تھے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ نے نبوت کی حقیقت بیان کرتے ہوئے "معراج القدس" میں لکھا ہے: "نبوت انسانیت کے رتبہ سے بالا تر ہے جس طرح انسانیت حیوانیت سے بالا تر ہے" امام موصوف علیہ الرحمہ نے یہ بھی بتایا کہ "نبوت" عطیہ الٰہی

اور موہبت ربانی ہے (اور) سعی و محنت و کسب و تلاش سے نہیں ملتی۔ (سیرت النبی ج ۴ ص ۴) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: " اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ (انعام ع ۱۵) "اللہ بہتر جانتا ہے کہ کہاں وہ اپنی پیغمبری کا منصب بنائے" اور سورۃ الجمعہ میں ہے:

"ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء"

ترجمہ: "یہ نبوت خدا کا فضل ہے جسے چاہے دے"

تشریح: نبی کا مقام مصلح اور مفکر کے مقام سے اعلیٰ اور ارفع ہے تمام انبیاء پاکیزہ، معصوم، یعنی گناہوں اور خطاؤں سے محفوظ تھے۔ ان کے سپرد گنہگاروں کی رہنمائی تھی اگر وہ خود ہی گنہگار ہوتے تو اس سعادت کے مستحق کیسے ٹھہرتے؟ اس کے برعکس اگر کسی مصلح یا مفکر کے دامن پر معصیت کے دھبے ہوں تب بھی اس کے منصب میں کوئی فرق نہیں آتا۔ مثلا ایک جید فلاسفر اور حریت کے علمبردار کی حیثیت سے سقراط کی تعظیم ہمیشہ ہوتی ہے اور ہوتی رہے گی۔ اگرچہ اس کی جنسی زندگی بہت مکروہ تھی۔ قرآن مجید میں بلا تفریق سب انبیاء کی عفت کا اعلان کیا گیا ہے۔ اور ان تمام شرمناک باتوں کو قلمزد کر دیا گیا ہے جو تورات و انجیل اور اکثر دوسری کتابوں میں ان معصوموں سے منسوب کی گئی ہیں۔

وکلا جعلنا صالحین (انبیاء: ۷۲)

ان میں سے ہر ایک کو ہم نے صالح بنایا۔

کل من الصالحین (انعام: ۸۵)

یہ سب صالحین میں سے تھے۔

واجتبیناھم وھدیناھم الی صراط مستقیم (انعام: ۸۷)

ترجمہ: اور ہم نے ان کو برگزیدہ کیا اور سیدھی راہ پر چلایا۔

تشریح: ان کے اصول و فروع اور اخوان میں سے جو بھی ایمان دار تھے انہیں

بھی راہ ہدایت پر لگایا اور بزرگی دی دوسرا فرق یہ ہے کہ مصلحوں اور مفکروں کے برخلاف انبیاء اپنے تمام افعال میں یہ ہدایت ربانی کے تابع ہوتے تھے۔ نہ خود ان کی کوئی مرضی اور نہ ہی کوئی ارادہ۔ وہ وہی کہتے اور کرتے جس کا انہیں خدا کی طرف سے حکم دیا جاتا تھا جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہے:

و ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی (نجم پ: ۲۷)

ترجمہ: وہ اپنی خواہش نفسانی سے کلام نہیں کرتا بلکہ وہ وہی کہتا ہے جو اس کے خدا کی طرف سے کہا جاتا ہے۔

تشریح: خدا اور انبیاء کے درمیان پیام رسانی اور سفارت کا کام عموماً فرشتوں کی وساطت سے ہوتا تھا' خدا کے یہ فرمانبردار قاصد ایک اطاعت شعار اور بے اختیار محکوم کی طرح خدا کے احکام اس کے پیغمبروں تک پہنچاتے تھے اور اللہ تعالیٰ ان فرشتوں کے فضائل اور مناقب بیان فرما رہا ہے:

لا یعصون اللہ ما امرھم و یفعلون ما یومرون (تحریم پ: ۲۸)

"اللہ جو ان کو حکم دیتا ہے وہ اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے۔"

فرشتے جو پیغام انبیاء تک پہنچاتے ہیں ان کو وحی کہا جاتا ہے۔ لسان العرب میں وحی کے معنی حسب ذیل بتائے ہیں:

۱۔ اشارہ کرنا' ۲۔ لکھنا' ۳۔ پیغام دینا' ۴۔ دل میں ڈالنا' ۵۔ چھپا کر بولنا اور جو کچھ دوسرے کے خیال میں ڈالو یعنی معنی سے لفظ نکالے بغیر ایک شخص کا دوسرے شخص کو اپنا مفہوم سمجھا دینا اور اگر الفاظ ہوں تو وہ اس قدر پوشیدہ کہ کوئی دوسرا شخص نہ سن سکے۔ لیکن دینی اصطلاح میں لفظ وحی کا اطلاق صرف ان باتوں پر کیا جاتا ہے جو خدا اپنے پیغمبروں پر اتارا کرتا تھا۔ ان آسمانی ہدایتوں میں سے کوئی نبی اپنی طرف سے رد و بدل نہیں کر سکتا تھا اور بفرض محال اگر کوئی نبی خدا کیطرف کبھی کسی بات کے منسوب کرنے کا ارادہ بھی کرتا جو اس کی طرف

سے نہ ہوتی تو قبل اس کے کہ وہ اس پر عمل کر سکتا خدا اس کی زندگی کا ہی خاتمہ کر دیتا:

و لو تقول علینا بعض الاقاویل ' لاخذنا منه بالیمین ' ثم لقطعنا منه الوتین ' فما منکم من احد عنه حاجزین

ترجمہ : اور اگر کوئی جھوٹ اپنی طرف سے ملا کر کہتا تو ہم اس کا ہاتھ پکڑ لیتے اور اس کی گردن کی شہ رگ کاٹ ڈالتے ' پھر تم میں سے کوئی اس کو ہم سے بچا نہ سکتا۔ (الحاقہ پ : ۲۹ آیت : ۴۴ تا ۴۷)

تشریح : دشمنوں کے شر اور فتنے سے بھی خدا اپنے نبیوں کی حفاظت کرتا رہتا تھا۔ اور ہر حال میں انکی دستگیری فرماتا تھا تاکہ شیطان خواہ وسوسوں کی شکل میں خواہ جن و انس کی شکل میں ان کو گمراہ نہ کر سکیں

و لو لا فضل الله علیک و رحمته لهمت طائفة منهم ان یضلوک و ما یضلون الا انفسهم و ما یضرونک من شی (النساء پ ۵ : ۰)

اور اگر تجھ پر اللہ کا فضل و کرم نہ ہوتا تو ایک گروہ نے تجھے گمراہ کرنے کا ارادہ کر لیا تھا۔ اور وہ گمراہ نہیں کریں گے لیکن خود اپنے آپ کو اور تجھے کچھ نقصان نہ پہنچا سکیں گے۔

انبیاء کے سامنے نہ جاہ طلبی ہوتی ہے نہ حب مال۔ اپنی عدیم المثال خدمت کے معاوضے میں وہ عزت' شہرت' طاقت' حکومت' مال اور دولت کی بجائے لوگوں سے تقوی اور پرہیز گاری ہی مانگتے تھے۔ ان کا کام محض اللہ کے لئے تھا۔ اور ان کا اجر بھی تمام تر اللہ ہی کے پاس تھا۔ اور جیسا کہ خدا تعالی اپنی مقدس کتاب قرآن مجید اور فرقان حمید میں ارشاد فرمایا ہے:

یا قوم لا اسئلکم علیه اجرا ○ ان اجری الا علی الذی فطرنی

ترجمہ : میں تم سے اپنی نصیحت کی اجرت نہیں مانگتا' میرا اجر تو اس پر ہے جس نے مجھے پیدا کیا۔ (ہود پ : ۱۲ ع ۵)

ویقوم لا اسئلکم علیه مالا ○ ان اجری الا علی الله

ترجمہ : میں اپنی تبلیغ کے عوض [illegible] دولت کا خواہاں نہیں میرا اجر تو بس خدا کے پاس ہے۔ (ہود آیت : ۲۹)

تشریح : سب سے بڑا فرق شخصیت اور منصب کی جامعیت کا ہے مصلح کا فرض قوم میں ایک آدھ اصلاح جاری کر کے ختم ہو جاتا ہے مفکر کا کام دانشگاہ علم میں نئی شمعیں روشن کرنا ہے۔ اور بس نبوت حیات انسانی کے تمام گوشوں کی احاطہ گیر ہوتی ہے۔ یہ بات بھی دنیا نے پیغمبر اسلام کی وساطت سے جانی۔ یہودیوں کے ہاں نبوت کے معنی پیشگوئی کے تھے۔ نبی وہ صرف اس کو کہتے تھے جس کی بابت اطلاع اور بددعائیں اثر کر جاتی ہیں۔ اسی اصول کی بنا پر وہ اکثر جلیل القدر انبیاء کے مقابلہ میں کاہنوں کو زیادہ قابل احترام خیال کرتے تھے۔ انجیل میں بھی نبوت کی کوئی صاف اور واضح تصویر نہیں پائی جاتی ورنہ یہ نہ کہا جاتا کہ مجھ سے پہلے جو آئے وہ آئے چور ڈاکو تھے۔ (انجیل)

آنحضرت ﷺ نے بتایا کہ انبیاء ہادی و رہنماء ' نذیر' ہوشیار کرنے والے (داعی) خدا کی طرف بلانے والے (مبشر) خوشخبری سنانے والے' (مزکی) پاک و صاف کرنے والے' (حاکم) فیصلہ کرنے والے ' (مطاع) واجب الاطاعت' (آمر) حکم دینے والا صاحب حکمت اور صاحب خلق آدمی تھے۔

اسلام سے پہلے ہر قوم اس وہم میں مبتلا تھی کہ وہی خدا کی محبوب اور مخصوص قوم تھی۔ اور صرف اسی کی سرزمین روحانی پیشواؤں کا مسکن بننے کے لائق تھی باقی تمام قومیں فیوض ربانی سے محروم تھیں۔ ہندو آریہ ہندوستان ہی کو دیوتاؤں کی جنم بھومی سمجھتے تھے۔ زرتشت نے ایرانیوں کے سوا ساری دنیا کو راندہ درگاہ ٹھہرایا تھا۔ بنی اسرائیل خود کو خدا کا کنبہ سمجھتے تھے۔ اور دوسری اقوام میں انبیاء کا مبعوث ہونا ان کے خیال میں ہی نہ آتا تھا۔ یہی حال عیسائیوں کا تھا لیکن پیغمبر اسلام نے آکر بتلایا کہ رنگ و نسل اور زبان وطن کی تفریقیں خدا

کی نظر میں بے حقیقت ہیں تمام قومیں اسی کی خلق کی ہوئی ہیں۔ سب کی فلاح اسے عزیز تھی' اس نے اپنے پیغمبر دنیا کے ہر گوشے میں بھیجے تھے اور کوئی قوم نور ہدایت سے محروم نہیں رہی تھی۔ "ولکل امۃ رسول" (یونس) "اور ہر قوم کے لئے ایک رسول ہوا ہے" اور دوسری جگہ ہے:

و لقد بعثنا فی کل امۃ رسول (نحل)

ترجمہ : اور ہم نے یقیناً ہر قوم میں ایک رسول بھیجا۔

و ان من امۃ الا خلا فیھا نذیر (فاطر)

ترجمہ : اور کوئی قوم نہیں جس میں ایک ڈرانے والا نہ آیا ہو۔

اور خالق کائنات نے مزید ارشاد فرمایا :

و ما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ لیبین لھم

اور ہم نے ہر پیغمبر کو اس کی قوم کی بولی میں بھیجا تاکہ وہ ان کو بتا سکے۔

تشریح : یہ سلسلہ نبوت پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر آخری پیغمبر حضرت محمد ﷺ پر ختم ہوا ۔ نبیوں کی مجموعی تعداد کا تعین مشکل ہے۔ قرآن میں بہت سے نبیوں کا تذکرہ پایا جاتا ہے جیساکہ سورۃ الانعام کی آیت ۸۴ سے ۸۷ تک ہے۔ مگر یہ فہرست محض نمونے کے طور پر ہے اور اس میں وہی نام گنوائے ہیں جن سے اہل عرب یا ان کے ہمسایہ قومیں یہود و نصاری پہلے سے واقف تھے۔ بعض مسلمان مصنفین ۔نے پیغمبروں کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار بتائی ہے۔ (طبرانی) اور بعض نے اس سے کم اس بارے میں یقین سے نہیں کچھ کہنا احتیاط کے خلاف ہوگا۔ اسی طرح مختلف قوموں کی ان باعظمت ہستیوں کے نبی ہونے یا نہ ہونے کی بابت بھی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔ جن کا تذکرہ قرآن مجید میں نہیں ہے۔ مگر انکے نبی ہونے کا امکان ضرور ہے۔ ہم پر تمام انبیاء کا احترام فرض ہے لیکن بدقسمتی سے اکثر اس سلسلے میں اپنے پیروں کی تنگ نظری کا شکار ہوگئے ہیں یہودیوں پر حضرت موسی علیہ السلام کے علاوہ کسی

اور نبی کا اقرار ضروری نہیں رہا۔ ہندو تمام غیر ہندو انسانوں کو ملچھ اور چنڈال سمجھ کر بھی بہترین ہندو رہ سکتے ہیں۔ مسیحی حلقوں میں تو گویا پیغمبر اسلام کی تحقیر ہی برائی کی پہچان بن گئی ہے۔غرض یہ کہ عام طور پر ایک مذہب کے ماننے والے اپنے دائرے کے باہر کسی نبی کی عزت و توقیر ضروری نہیں سمجھتے ہیں۔ لیکن .... مسلمان ایسے نہیں کرتے' ان پر تمام انبیاء کی تعظیم ویسے ہی واجب ہے جیسے کہ خود اپنے نبی کی تعظیم اور یہ نہیں ہو سکتا کہ کچھ کو مانیں اور کچھ کو نہ مانیں۔

اللہ تعالیٰ اپنی مقدس کتاب قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

ان الذین یکفرون باللہ و رسلہ و یریدون ان یفرقوا بین اللہ و رسولہ و یقولون نومن ببعض و نکفر ببعض و یریدون ان یتخذوا بین ذلک سبیلا ○ اولئک ہم الکافرون حقا ○ و اعتدنا للکافرین عذابا مہینا

ترجمہ : بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں کا انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں میں فرق کریں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض کومانیں گے اور بعض کو نہیں مانیں گے۔ اور چاہتے ہیں کہ اس کے بیچ بیچ کوئی راستہ نکالیں۔ وہی تو حقیقت میں کافر ہیں اور کافروں کے لئے ہم نے اہانت آمیز سزا تیار کر رکھی ہے۔ (النساء : ۱۵۰)

تشریح : آیات مذکورہ میں بیان ہو رہا ہے کہ ایک نبی کو بھی جو نہ مانے کافر ہے (ابن کثیر) اور بقول علامہ سلیمان ندوی کوئی شخص اس وقت تک محمدی نہیں ہو سکتا جب تک وہ موسوی' عیسوی ...... نہ بن لے اور کوئی شخص اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک وہ دنیا کے تمام پیغمبروں کی یکساں صداقت' حقانیت' راست بازی اور معصومیت کا اقرار نہ کر لے اور یقین نہ کرے کہ انکے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے عرب کی طرح ہر قوم کو اپنی ہدایت اور راہنمائی سے سرفراز کیا ور ان کا ماننا ایسا ہی ضروری ہے جیسا کہ خدا کا ماننا (سیرۃ النبی ﷺ ص ۵۸۹

ج ۴) اپنے سارے فضائل و اوصاف کے باوجود انبیاء انسان ہی تھے۔ اور وہ خدا یا خدا کے بیٹے یا خدا کے اوتار نہ تھے۔ دراصل انبیاء میں الوہیت کا ادنی سا شائبہ بھی تسلیم کر لینے کے بعد توحید اور نبوت کی حیثیت ہی مشتبہ نہیں ہو جاتی اور خدا کی یکتائی کا تصور ہی مجروح نہیں ہو جاتا بلکہ انبیاء کی بعثت کا مقصد بھی ختم ہو جاتا ہے اور ان کی زندگیاں ہمارے لئے کچھ زیادہ مفید نہیں رہتی۔ مثلاً حضرت عیسی علیہ السلام کی سیرت کتنی پاکیزہ نظر آتی ہے ان کی معصومیت اور بے نفسی ان کے عفو اور درگزر، صبر و توکل اور حلم اور بردباری کا ہمارے اوپر کتنا اچھا اثر پڑ سکتا ہے۔ لیکن الوہیت کا رنگ دینے کے بعد ان کا حسن ضائع ہو جاتا ہے۔ اگر اناجیل ہی کے بیان کو معیار قرار دیا جائے تو الوہیت کے معیار پر حضرت عیسی علیہ السلام کی زندگی عجیب حسرت ناک منظر پیش کرتی ہے۔ خدا بندوں کے آگے بے بس ہو اس پر ظلم کے پہاڑ ٹوٹیں، اس کی توہین ہو اور وہ عاجزی اور لاچاری کا مرقع بنا رہے۔ حد یہ ہے کہ خدا ماننے کے بعد ان کے حیرت انگیز معجزے بھی بے حیثیت معلوم ہونے لگتے ہیں۔ کیونکہ ان خوارق کی قدروقیمت صرف اس وقت تک رہتی ہے جب تک انکو تائید غیبی ایک برگزیدہ انسان ہی کی برکات و کرامات سمجھا جائے ورنہ قدرت خداوندی کی ان سے کہیں زیادہ عجیب و غریب باتیں دن رات نظر آتی رہتی ہیں حضرت عیسی علیہ السلام کے صحیفہ حیات میں کوئی بات نہیں ملتی جو اہل کلیسا کے اس دعوے کی تصدیق کر سکے وقت مقررہ پر خدائے قادر و توانا گوشت اور خون کا لباس پہنا کر انکی ہیئت میں ظاہر ہوا تھا۔ عیسائی مبلغین اس سلسلہ میں اکثر ان کے معجزات کیطرف اشارہ کرتے ہیں لیکن صدور خوارق حضرت عیسی علیہ السلام ہی کا طرہ امتیاز نہ تھا تمام انبیاء اس سے ممتاز ہوئے تھے اور انجیل میں بھی دوسرے پیغمبروں کی بابت ایسی ہی باتیں بیان کی گئی ہیں کہ وہ مردوں کو زندہ اور لاعلاج مریضوں کو تندرست کر دیتے تھے اور ان کی ضرب سے سمندر پھٹ جاتا تھا وغیرہ وغیرہ۔ تو

کیا ان سب کو عیسائی حضرات خدا یا خدا کے بیٹے یا خدا کے اوتار ماننے پر تیار ہیں۔ علاوہ ازیں کسی نبی کو خدا یا خدا کے اوتار کا مقام دینے کے بعد اس کی زندگی ہمارے لئے نمونہ اور مثال کے کام کی نہیں رہتی کیونکہ ہم بہرحال اسی کی اقتداء کر سکتے ہیں جو وقت و اختیار کے معاملے میں ہمارے ہی جیسے ہو یا دوسرے لفظوں میں ہم اس کے نقشے قدم کو خضر راہ بنا سکتے ہیں جس کے قدم ہم سے مختلف نہ ہوں مختلف الجنس ہم کو مرعوب تو کر سکتی ہے مگر رہنمائی اور رہبری نہیں اور نہ ہی وہ ہمارا آئیڈیل بن سکتی۔ مثلاً شیر یا ہاتھی ہم کو سہما سکتے ہیں' خوف زدہ کر سکتے ہیں' حیرت میں ڈال سکتے ہیں' اور کبھی کبھی پسندیدگی اور رشک کے جذبات بھی پیدا کر سکتے ہیں لیکن ہم ان کو اپنا ہیرو بنانے سے معذور ہیں کیونکہ ہم لاکھ چاہیں شیر یا ہاتھی بننا ہمارے امکان میں نہیں ہے۔ آئیڈیل یا ہیرو کا تعین کسی ایک ذات میں وہ تمام اچھائیاں جمع کر کے جو مختلف افراد میں نظر آتی ہیں اور اس میں وہ تمام برائیاں خارج کر کے کیا جاتا ہے تاکہ وہ اپنے ہم جنسوں میں نمونہ اور مثال کا کام دے سکے۔ اوتاروں میں چونکہ ایسی طاقتیں یقین کی جاتی ہیں جن پر دوسرے انسانوں کو قدرت نہیں ہوتی اس لئے منتہائے انسانیت یا انسانوں کے آئیڈیل یا ہیرو بنا لینا درست نہیں ہو سکتا۔ انسان عملاً اپنی زندگی ان کے نمونے پر ڈھالنے سے ہمیشہ معذور رہے گا۔ انبیاء انسانوں میں مبعوث ہوتے تھے اور ان کے سپرد انسانوں کی ہدایت اور رہنمائی ہوتی تھی' انکی دعوت کی کامیابی کے لئے لازمی تھا کہ وہ تمام تر بشر ہی ہوتے اور زندگی کے نشیب و فراز سے گزرنے کے لئے اور مختلف دشواریوں کو عبور کرنے کے لئے وہ وہی تدبیریں اور وسیلے استعمال کرتے جو نوع انسانی کا خاصہ ہیں)۔ خدا کے رسولوں کی بڑائی کا انحصار ان کے کائنات پر متصرف ہونے اور طرح طرح کے معجزے دکھانے پر نہیں۔ بلکہ لوگوں میں حق اور غیر حق کی تمیز پیدا کر کے ان کی روحانی اور اخلاقی سطحوں کو بلند کرنے میں ہے۔ معجزات سے معارض کو لاجواب

اور خاموش کیا جا سکتا ہے اور لاجواب اور خاموش کر کے ہم دشمنوں کو زیر تو کر سکتے ہیں لیکن ان کے دلوں میں تسکین اور تشفی پیدا کرنے کا یہ طریقہ نہیں ہے۔ تسکین اور تشفی کے لئے اتحاد جنسیت ضروری ہے۔ یہی چیز دلوں کو کھینچتی ہے۔ اضطراری اور عارضی طور پر نہیں بلکہ عادتاً اور مستقلاً اور ان میں نیکی اور سچائی کے عناصر پیدا کرتی ہے۔ مولانا روم فرماتے ہیں ۔

موجب ایمان نباشد معجزات
بوئے جنسیت کند جذب صفات
معجزات از بہر قہر دشمن است
بوئے جنسیت سوئے دل بردن است
قہر گردد دشمن اما دوست نے
دوست کے گردد یہ بستہ گردنے

اسلام سے پہلے انبیاء کو غیر بشر سمجھنے کا عام دستور تھا ان کے بابت انسانوں کے بھیس میں خدا یا فرشتہ ہونے کا عقیدہ رکھا جاتا تھا اور یہی غلط تصور لوگوں کو ان پر ایمان لانے سے روکتا تھا۔ قرآن مجید نے اس کی نفی کی :

و ما منع الناس ان یومنوا اذ جاء ھم الھدیٰ الا ان قالوا ابعث اللہ بشرا رسولا ○ قل لو کان فی الارض ملئکۃ یمشون مطمئین لنزلنا علیھم من السماء ملکا رسولا (بنی اسرائیل : ۹۴ - ۹۵)

ترجمہ : ہدایت آ جانے کے بعد لوگوں کو اس کے قبول کرنے سے اس کے علاوہ کوئی امر مانع نہیں ہوا کہ وہ کہتے ہیں کہ خدا نے ایک بشر کو اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے۔ اے محمد! کہہ دو اگر زمین پر فرشتے بستے ہوتے تو ہم کسی فرشتے ہی کو ان کے پاس رسول بنا کر بھیجتے۔

تشریح : یعنی رہبری اور قیادت کے لئے اشتراک جنسیت ضروری تھا۔ چنانچہ تمام انبیاء اپنے اپنے جسمانی خصائص یعنی جینے مرنے بیمار پڑنے اور صحت یاب

ہونے' کھانے پینے' اٹھنے بیٹھنے' چلنے پھرنے' صورت شکل' ہاتھ پاؤں وغیرہ کے اعتبار سے بشر ہی تھے۔

اور مولوی احمد رضا۔ بریلویوں کے امام محدث۔۔ کا ترجمہ ان آیات کا یہ ہے " اور کسی بات نے لوگوں کو ایمان لانے سے نہیں روکا جب ان کے پاس ہدایت آئی مگر اسی نے کہ بولے کیا اللہ نے آدمی کو رسول بنا کر بھیجا ہے (ص ۱۹۷) تم فرماؤ اگر زمین میں فرشتے ہوتے (ص ۱۹۸) چین سے سے چلتے تو ان پر ہم رسول بھی فرشتے اتارتے (ص ۱۹۹) قرآن مجید ترجمہ احمد رضا تفسیر نعیم مراد آبادی تاج کمپنی صفحہ ۴۶۶ حاشیہ نعیم مراد آبادی کا صفحہ ۱۹۷ رسولوں کو بشر ہی جانتے رہے اور ان کے منصب نبوت اور اللہ تعالیٰ کے عطا فرمائے کمالات کے معترف نہ ہوئے یہی انکے کفر کی اصل تھی' اور وہ کہا کرتے تھے کہ کوئی فرشتہ کیوں نہیں بھیجا گیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ سے فرماتا ہے اے حبیب ان سے کہیے ! قل لو کان فی الارض ملائکۃ یمشون مطمئنین لنزلنا علیھم من السماء ملکا رسولا صفحہ ۱۹۸ اور وہی اس میں بستے ہیں صفحہ ۱۹۹ کیونکہ وہ ان کی جنس سے ہوتا ہے لیکن جب زمین میں آدمی بستے ہیں تو ان کا (یعنی کافروں کا) ملائکہ میں سے رسول طلب کرنا نہایت ہی بے جا ہے۔

(قرآن مجید ترجمہ از احمد رضا خان تاج کمپنی ص ۴۶۶)

مزید اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

وما جعلناھم جسدا لا یاکلون الطعام وما کانوا خالدین

(پ ۱۷ انبیاء ۸)

ہم نے ان کا جسم ایسا نہیں بنایا تھا کہ وہ کھانا نہ کھائیں اور ہمیشہ زندہ رہیں۔

مولانا احمد رضا اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں:

اور ہم نے انہیں خالی بدن نہ بنایا کہ کھانا نہ کھائیں اور نہ وہ دنیا میں ہمیشہ

رہیں۔

اور حاشیہ میں نعیم مراد آبادی صاحب لکھتے ہیں :

انبیاء پر کھانے پینے کا اعتراض کرنا اور یہ کہنا کہ : " و ما لھذ الرسول یاکل الطعام.... " محض بے جا ہے۔ تمام انبیاء علیہ السلام کا یہی حال تھا وہ سب کھاتے پیتے تھے :

و ما ارسلنا من قبلک الا رجالا نوحی الیھم من اھل القری

اور ہم نے تم سے پہلے جو رسول بھیجے تھے وہ بشر ہی تھے آبادیوں کے رہنے والے۔ ہم ان پر وحی کرتے تھے۔ (یوسف : ۱۰۹)

مولانا احمد رضا خان اس کا ترجمہ کرتے ہیں :

" اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول بھیجے سب مرد ہی تھے جنہیں ہم وحی کرتے اور سب شہر کے ساکن تھے۔ (ص ۲۳۶)

اور حاشیہ میں اس کی وضاحت یہ کی گئی :

نہ فرشتے نہ کسی عورت کو نبی بنایا گیا یہ اہل مکہ کا جواب ہے جنہوں نے کہا تھا کہ اللہ نے فرشتوں کو کیوں نہ نبی بنا کر بھیجا اور انہیں بتایا گیا کہ یہ کیا تعجب کی بات ہے۔ پہلے ہی سے کبھی فرشتے نبی ہو کر نہ آئے۔ (صفحہ ۲۳۶)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اہل بادیہ اور جنات اور عورتوں میں سے کوئی نبی نہیں کیا گیا۔

تشریح : مندرجہ بالا آیات اور احمد رضا خان کے ترجمے سے بھی یہ واضح ہو گیا کہ تمام انبیاء علیہم السلام بشر تھے' تمام رسول مرد ہی تھے' یہاں بریلویت کا عقیدہ رکھنے والے بھی " نور من نور اللہ " کی رٹ چھوڑ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر ہی تسلیم کر لیں۔ بشر کو رسول بنا کر خدا نے قرآن مجید میں واضح ارشاد فرمایا ہے بشر کا انکار کرنا قرآن کا انکار کرنا ہے اور قرآن کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ کافر کے لئے دوزخ ہے جیسا کہ سورۃ البقرۃ میں ہے۔

والذین کفروا و کذبوا بایتنا اولئک اصحاب النار هم فیها خالدون
تمام انبیاء لوگوں کی ہدایت کے لئے آئے۔ یہ ہدایت دراصل نئی نہ تھی لیکن نبوت کا مافوق الفطرت تصور اتنا قوی تھا کہ ہر نبی کو اس کا از سرنو سامنا کرنا پڑتا تھا۔ حضرت نوح علیہ السلام پر بھی ان کی قوم نے جرح یہی کی تھی۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ما نراک الا بشرا مثلنا (ھود: ۲۷)
ہم تو تجھے اپنے جیسا ہی بشر دیکھتے ہیں۔ (ترجمہ احمد رضا)
اور جواب میں انہوں نے یہی فرمایا تھا کہ:
و لا اقول لکم عندی خزائن اللہ و لا اعلم الغیب و لا اقول انی ملک
اور میں تم سے نہیں کہتا ہوں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہ میں غیب جان لیتا ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔

(ترجمہ از مولانا احمد رضا)

تشریح: مولوی احمد رضا بریلویوں کے امام ہیں وہ بھی یہاں قران مجید کے ترجمہ سے حضور اکرم ﷺ کو بشر تسلیم کرتے ہیں، عالم الغیب حضور ﷺ کو نہیں مانتے، حضور ﷺ کے نور من نور اللہ کا انکار کر رہے ہیں۔

آیات بالا سے معلوم ہو گیا کہ تمام انبیاء بشر تھے نوری نہ تھے اور عالم الغیب صرف اور صرف خدا تعالیٰ ہے جیسا کہ ارشاد ہے:

قل لا یعلم من فی السموٰت و الارض الغیب الا اللہ ○ و ما یشعرون ایان یبعثون (النمل: ۵)

تم فرماؤ! کوئی غیب نہیں جانتے جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہے مگر اللہ اور انہیں خبر نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے (ترجمہ احمد رضا)

یہاں بھی واضح کی گیا ہے ارض و سما میں سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی بھی عالم الغیب نہیں۔ اور کسی کو یہ تک پتہ نہیں کہ ہمیں کب اٹھایا جائے گا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی صاف کہہ دیا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں:

قال انی عبداللہ اتنی الکتاب و اجعلنی نبیا (مریم: ۳۰)

میں اللہ کا بندہ ہوں اللہ نے مجھے کتاب دی اور نبی بنایا۔

پھر بھی حضرت محمد ﷺ نے اعلان نبوت کیا تو انکی قوم تعجب سے پکار اٹھی:

ابعث اللہ بشرا رسولا (بنی اسرائیل)

کیا خدا نے بشر کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔

رسول اللہ ﷺ سے جوابا کہلوایا گیا:

قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا

کہیئے! اللہ پاک ہے میں تو بس بشر رسول ہوں۔

اور ایک مقام پر کفار نے بڑی حیرت سے کہا:

ابشر یھدوننا (تغابن: ٦)

کیا انسان ہماری راہنمائی کریں گے۔

تمام انبیاء کھانا کھاتے تھے

قرآن نے کفار کا یہ اعتراض نقل کیا ہے:

و قالوا مال لھذا الرسول یاکل الطعام و یمشی فی الاسواق لو لا انزل الیہ ملک فیکون معہ نذیرا او یلقہ الیہ کنز..... الخ (فرقان: ۷ - ۸)

اور لوگوں نے کہا کہ یہ پیغمبر کیوں کھاتا ہے اور کیوں بازاروں میں چلتا پھرتا ہے کیوں اس پر ایک فرشتہ نہیں اترتا جو اس کے ساتھ لوگوں کو ڈرانے والا ہو یا اس کے پاس کوئی خزانہ کیوں نہیں اتارا جاتا۔

و مالرسلنا قبلک من المرسلین الا انھم لیاکلون الطعام و یمشون فی الاسواق (فرقان: ۲۰)

اور ہم نے آپ سے پہلے جتنے انبیاء بھیجے سب کھانا کھاتے تھے اور بازاروں

میں چلتے پھرتے تھے۔

تشریح : یہ کفار کے اس طعن کا جواب ہے جو انہوں نے سید عالم ﷺ پر کیا تھا کہ وہ بازاروں میں چلتے ہیں' کھانا کھاتے ہیں' یہاں بتایا گیا کہ یہ امور منافی نبوت نہیں بلکہ یہ تمام انبیاء کی عادت مستمرہ تھی لہٰذا یہ طعن محض جہل و عناد ہے۔ یہ مطلب ہے کہ اکل و شرب نبوت کے منافی نہیں۔

اس کج ذہنی کے پیش نظر آنحضرت ﷺ نے عبدیت کو اپنے اوپر اس قدر غالب کرلیا اور انبیاء کی بشریت کا اعادہ آپ نے اس صفائی اور شدت سے کیا کہ کل مسئلہ ہمیشہ کے لئے روشنی میں آگیا۔ اور کم ازکم مسلمانوں کے لئے نبوت اور الوہیت کے مفہوموں میں غلطی کا امکان باقی نہ رہا۔

قرآن کی یہ آیات ملاحظہ ہوں :

هل كنت الا بشرا رسولا (بنی اسرائیل)

میں تو بشر رسول ہوں

قل انما انا بشر مثلكم يوحى الى انما الهكم اله واحد (كهف)

اے پیغمبر فرما دیجئے ! کہ میں تمہاری طرح ایک بشر ہوں مجھ پر وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔

و ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل

محمدؐ تو صرف ایک رسول ہیں اور ان سے پہلے کئی پیغمبر گزر چکے ہیں۔

تشریح : دنیا کی تمام چیزوں پر انبیاء کو براہ راست قادر سمجھا جاتا تھا۔ غیب کا علم نفع و نقصان پر اختیار ' مارنے جلانے پر قدرت' ہوا میں اڑنا' خدا سے رو برو باتیں کرنا' غرض تمام عجیب و غریب باتیں ان سے منسوب کی جاتی تھیں۔ اسلام نے ان اوہام و خرافات کی بیخ کنی کی ہے۔

قل لا اقول لكم عندى خزائن الله و لا اعلم الغيب و لا اقول لكم انى ملك ان اتبع الا ما يوحى الى (انعام: ۵۰)

باقی صـ ۵ پر